[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 3.S.C.R

از عدالت عظمی

اسٹیٹ آف تمل ناڈو

بنام

راجندران

22 ستمبر 1999

[جی بی پٹنائک، ایم سری نواسن اور این سنتوش ہیگڑے، جسٹس]

تعزیراتی ضابطہ، 1860 – دفعات 302 اور 436 – قتل – ملزم نے اپنی بیوی اور بچوں کو آگ لگادی – ملزم کے قتلِ عمد کو معقول شک سے بالاتر ثابت کرنے والے حالات کے ثبوت – منعقد؛ دفعات 302 کے تحت قتلِ عمد کے لیے سزا یافتہ ہونے کا ذمہ دار ملزم – نایاب ترین مقدمات نہیں – عمر قید کی سزا سنائی گئی۔

شواہد ایکٹ، 1872 – دفعہ 5 – قتلِ عمد – قرئنی شہادت پر مبنی اثباتِ جُرم

فوجداری ضابطہ اخلاق، 1973 – دفعات 366 – موت کا حوالہ – عدالت عالیہ کا فرض – قتل – ملزم کے قتلِ عمد کو معقول شک سے بالاتر ثابت کرنے والے حالات کے ثبوت – ٹرائل کورٹ – سزا اور اثباتِ جُرم موت – موت کے حوالے پر – عدالت عالیہ نے حقائق اور قانون کی دوبارہ تعریف اور دوبارہ جائزہ لیے بغیر، ملزم کو شک کا فائدہ دے کر بری کردیا، عدالت عالیہ اپنے فرض کی انجام دہی میں بری طرح ناکام رہی – عدالت عالیہ پر یہ ضروری ہے کہ وہ تمام حقائق اور قانون کی دوبارہ تعریف کرے اور اس کا دوبارہ جائزہ لے کہ وہ مکمل طور پر نظر انداز کیے بغیر آزادانہ نتیجے پر پہنچے۔ ٹرائل کورٹ کے ذریعے اخذ کیے گئے نتائج – عدالت عالیہ کا فرض ہے کہ وہ ثبوت پر نئے سرے سے غور کرے – تعزیراتی ضابطہ، 1860 – سیکشن 302 اور 436۔

مدعا علیہ – ملزم پر تعزیرات ہند کی دفعات 303 اور 436 کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ ملزم اپنی بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ رہ رہا تھا۔ وہ بے روزگار تھا اور اسے شراب پینے کی عادت تھی۔ وہ اکثر پیسے کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنی بیوی پر حملہ کرتا تھا۔ بدقسمت دن ملزم اور اس کی بیوی گواہ استغاثہ 1 کے درمیان جھگڑا ہوا، ایک پڑوسی نے مداخلت کی اور انہیں پرسکون کیا۔ گواہ استغاثہ 4، گواہ استغاثہ 1 کے گھر میں سو رہا تھا، پڑوس سے چیخیں سن کر باہر آیا اور ملزم کی جھونپڑی میں آگ لگی ہوئی دیکھی۔ ملزم کو بغیر کوئی الارم لگائے چھت سے باہر نکلتے دیکھا گیا۔ گواہ استغاثہ 4 جھونپڑی میں داخل ہوا اور بڑی بیٹی کو بچایا۔ ملزم کی بیوی اور چھوٹی بیٹی پہلے ہی مر چکے تھے۔ ملزم نے گواہ استغاثہ 5 کے سامنے اعتراف کیا کہ اس نے اپنی بیوی کا گلا گھونٹ کر قتل کیا اور اس کی لاش کو آگ لگادی۔ بڑی بیٹی بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ گئی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بتایا گیا کہ متوفی بیوی کی موت دم گھٹنے سے ہوئی۔

ٹرائل کورٹ نے قرینی شہادت پر بھروسہ کرتے ہوئے ملزم کو آئی پی سی کی دفعات 302 اور 436 کے تحت جرائم کا مجرم قرار دیا اور اسے موت کی سزا سنائی۔ ملزم نے کسی بھی اپیل کو ترجیح نہیں دی۔ تاہم، دفعہ 366 فوجداری پی سی کے تحت موت کے حوالے پر عدالت عالیہ نے شک کا فائدہ دیتے ہوئے ملزم کو بری کر دیا۔ اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ ریاست کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ نے اپیل کی عدالت کے طور پر اپنے فرض کو نبھایا نہیں ہے اور استغاثہ کے شواہد پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کے بجائے مختلف حالات قائم کیے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے بجائے کہ آیا ان حالات پر ٹرائل کورٹ کا حتمی نتیجہ برقرار رہ سکتا ہے یا نہیں، ملزم کو محض قیاس آرائیوں پر شک کا فائدہ دیا ہے اور اس لیے بری حکم برأت کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

اپیل کی اجازت دینا، اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1.1: ملزم کے خلاف قتلِ عمد کا الزام معقول شک سے بالاتر ثابت ہوا ہے۔ ہائی کورٹ کے بری ہونے حکم برأت قرار دے دیا جاتا ہے اور ملزم کو آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ [D-97]

1.2۔ قانون کافی حد تک اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ قرینی شہادت کی صورت میں، ثابت ہونے والے تمام حالات کا مجموعی اثر ایسا ہونا چاہیے جو ملزم کی بے گناہی کو منفی بنائے اور الزام کو معقول شک سے بالاتر گھر لائے۔ فوری معاملے میں، جن حالات کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ناقابل تردید شواہد سے قائم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ شوہر اور بیوی یعنی ملزم اور متوفی اکثر جھگڑا کرتے تھے اور یہاں تک کہ واقعے کی تاریخ پر بھی وہ شام 7 بجے سے 9 بجے تک ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے جیسا کہ پی ڈبلیو1، 3 اور 4 نے بیان کیا ہے۔ واقعہ یعنی متوفی اور اس کے دو بچوں کی موت ملزم کے گھر کے اندر پیش آئی اور ملزم کو واقعے کی تاریخ کو رات 9 بجے گھر کے اندر دیکھا گیا تھا، جو پی ڈبلیو1، 3 اور 4 کے شواہد بذریعے ثابت ہوا ہے اور پی ڈبلیو 1 پڑوسی ہوتا ہے۔ واقعے کے دوران، ملزم کو خود چھت سے گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا گیا جیسا کہ پی ڈبلیو 1 اور 3 نے بیان دیا ہے اور ملزم نے مجموعہ ضابطہ فوجداری 313 کے تحت اپنے بیان میں بھی اس بات بذریعے اعتراف کیا ہے۔ آگ دیکھ کر بھی کوئی الارم نہ لگانے میں ملزم کا طرزِ عمل، یہ اچھی طرح جانتے ہوئے کہ اس کی بیوی اور دو بیٹیاں گھر کے اندر ہیں اور ملزم کی طرف سے متوفی افراد میں سے کسی کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ ڈاکٹر کی رائے جس میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ملزم کی بیوی کی موت گلا گھونٹنے کی وجہ سے دم گھٹنے سے ہوئی ہے نہ کہ جلنے کے زخموں کی وجہ سے اور پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بتائے گئے متعدد نتائج بلاشبہ دم گھٹنے کی وجہ سے موت کے نتیجے کی حمایت کرتے ہیں۔ اس طرح کیس کے حالات میں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو سکتی کہ یہ ملزم ہے جو جرم کا مرتکب ہے۔ [C-96؛E؛F؛G؛H؛A-97؛B]

رام اوتار بنام اسٹیٹ (دہلی انتظامیہ)، [1985] ضمیمہ ایس سی سی 410 اور پریم ٹھاکر بنام اسٹیٹ پنجاب، [1982] 3 ایس سی سی 462، پر انحصار کیا۔

1.3۔قرینی شہادت کے معاملے میں جب ملزم کے سامنے کوئی مجرمانہ صورتحال پیش کی جاتی ہے اور مذکورہ ملزم یا تو کوئی وضاحت پیش نہیں کرتا ہے یا کوئی وضاحت پیش کرتا ہے جو غلط پائی جاتی ہے، تو وہ اسے مکمل کرنے کے لیے حالات کے سلسلے میں ایک اضافی کڑی بن جاتا ہے۔ یہ تجویز موجودہ کیس کے حالات پر مکمل طور پر لاگو ہوتی ہے۔[97-سی]

2.1۔اپیل کی عدالت کے طور پر عدالت عالیہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 386 کے تحت حقائق اور قانون کی دوبارہ تعریف اور دوبارہ جائزہ نہ لے کر اور سیشن جج کے ذریعے اخذ کردہ نتیجے کی جانچ نہ کر کے اپنے اختیارات کا استعمال کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔[E؛D-95]

2.2۔جب ٹرائل کورٹ کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 366 کے تحت عدالت عالیہ کو سزائے موت دینے کا حوالہ دیا جاتا ہے، تو عدالت عالیہ کو خود کو مطمئن کرنا ہوتا ہے کہ آیا ملزم کے خلاف انتہائی سزائے موت دینے کے لیے معقول شک سے بالاتر مقدمہ بنایا گیا ہے یا نہیں۔اس طرح کے معاملے میں عدالت عالیہ کے سامنے کارروائی کے لیے پورے حقائق اور قانون کی دوبارہ تشخیص اور دوبارہ تشخیص کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کے آزادانہ نتیجے پر پہنچا جا سکے لیکن ایسا کرتے ہوئے، عدالت عالیہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے اخذ کردہ نتیجے کو بھی مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتی۔اپنے فرض کی انجام دہی میں، عدالت عالیہ لازمی طور پر مقدمے کی خوبیوں پر غور کرنے کی پابند ہے اور اسے ریکارڈ پر موجود تمام شواہد کی جانچ پڑتال کرنی ہوتی ہے۔مقننہ نے توثیق کی کارروائی میں، سزائے موت کے معاملات میں موضوع کی زندگی اور آزادی کا حتمی تحفظ فراہم کرنے کے بعد، عدالت عالیہ کا فرض زیادہ مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر معاملے پر غور کرے اور تمام متعلقہ مادی شواہد کی جانچ کرے اور کسی نہ کسی طرح کسی نتیجے پر پہنچے۔اس لیے موت کے حوالے میں عدالت عالیہ کا فرض ہے کہ وہ شواہد پر نئے سرے سے غور کرے۔[A-96؛H؛G؛F؛E-95؛96-A]

3۔کیس کے حالات کے ساتھ ساتھ پی ڈبلیو 5 کے شواہد جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ملزم نے گھر کو آگ لگانے کے بارے میں بتایا ہے، آئی پی سی کی دفعہ 436 کے تحت الزام کو مکمل طور پر قائم کرتا ہے۔اس طرح، عدالت عالیہ کو آئی پی سی کی دفعہ 436 کے تحت سیشن کورٹ کی طرف سے منظور کردہ اثباتِ جُرم وں اور اثباتِ جُرم وں میں مداخلت کرنا جائز نہیں تھا۔[F؛E-97]

4۔موجودہ مقدمہ نایاب ترین مقدمات میں سے ایک نہیں ہے، جو سزائے موت کا جواز پیش کرتا ہے۔اس طرح ملزم کو عمر قید کی سزا سنائی جاتی ہے۔[E؛D-97]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: 1996 کی فوجداری اپیل نمبر 917۔

1995 کے آر ٹی نمبر 2 میں مدراس عدالت عالیہ کے 12.7.95 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے وی۔جی۔پرگسم

جواب دہندہ کے لیے مسز کے شرداد یوی

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنا ئک، جسٹس ۔ ریاست تمل ناڈو کی طرف سے یہ اپیل مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جو 1994 کے سیشن کیس نمبر 169 سے پیدا ہونے والے 1995 کے ڈیتھ ریفرنس کیس نمبر 2 میں مدعا علیہ کو بری کرنے کے خلاف ہے۔ فاضل سیشن جج نے ملزم مدعا علیہ کو اپنی بیوی اور دو بچوں کو بے دردی سے قتل کرنے کے الزام میں دفعہ 303 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے موت کی سزا سنائی۔ سزائے موت کی تصدیق کے لیے فوجداری پی سی کی دفعہ 366 کے تحت حوالہ دیے جانے پر، عدالت عالیہ نے سزائے موت کی تصدیق نہیں کی اور دوسری طرف ملزم کو اس کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا اور اس طرح موجودہ اپیل کی۔

استغاثہ کا مقدمہ مختصر طور پر یہ ہے کہ ملزم اور متوفی جے لکشمی کی شادی 1994 میں واقعے کی تاریخ سے تقریبا آٹھ سال قبل ایک ساتھ ہوئی تھی۔ ان کی شادی سے دو بچیاں پیدا ہوئیں جن کا نام جیوا تھا، جس کی عمر چھ سال تھی اور سیتا، جس کی عمر دو سال تھی۔ ملزم کے پاس کوئی نوکری نہیں تھی اور وہ صرف اپنی بیوی، متوفی پر منحصر تھا۔ اسے شراب پینے کی عادت تھی اور اس مقصد کے لیے وہ اکثر متوفی سے پیسے مانگتا تھا اور اس پر حملہ کرتا تھا۔ واقعہ کی تاریخ کو، ملزم اور متوفی کے درمیان تقریبا 7 بجے جھگڑا ہوا اور یہ تقریبا 9 بجے پی ڈبلیو 1 تک جاری رہا، ایک قریبی پڑوسی نے تاہم مداخلت کی اور پرسکون کیا، جس کے بعد وہ اپنے گھر واپس آ گئی جو ملزم کے گھر سے بمشکل 150 فٹ کے فاصلے پر تھا۔ گواہ استغاثہ 4 وہاں گواہ استغاثہ 1 کے گھر میں موجود تھا اور سو رہا تھا۔ اچانک اس نے متوفی کی سب سے بڑی بیٹی کے رونے کی آواز سنی اور جب وہ باہر آیا تو دیکھا کہ ملزم کی جھونپڑی میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد پی ڈبلیو 1 اور پی ڈبلیو 4 ملزم کے گھر کے قریب آئے، جس کے بعد پی ڈبلیو 4 چھت سے چھلانگ لگا کر ملزم کی جھونپڑی میں داخل ہوا اور بڑی بیٹی کو بچا لیا۔ اس وقت تک ملزم کی بیوی اور سب سے چھوٹی بیٹی سیتا پہلے ہی شکار ہو چکی تھیں اور ان کی موت ہو چکی تھی۔ پی ڈبلیو 4 پھر سب سے بڑی بیٹی کو تھورائیور کے سرکاری ہسپتال لے گیا۔ پی ڈبلیو 1 اپنے والد پی ڈبلیو 2 کے پاس گئی اور واقعہ بیان کیا۔ یہ پی ڈبلیو 2 نے ریکارڈ کیا تھا اور اسے پاڈلور پولیس اسٹیشن بھیج دیا گیا تھا۔ استغاثہ کا مزید مقدمہ یہ ہے کہ پی ڈبلیو 5 نے ملزم سے بس اسٹاپ پر آئی ڈی 1 پر ملاقات کی اور ملزم سے اس کے گھر کو آگ لگانے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے پر، اس نے کہا تھا کہ متوفی نے اسے کھانا پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ پیسے بھی نہیں دے رہا تھا اور کیونکہ اسے اس کی عفت پر شک تھا، اس لیے پچھلی رات اس نے متوفی کا گلا گھونٹ دیا اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہوں نے متوفی کی لاش پر مٹی کا تیل ڈالا اور لاش کو آگ لگا دی۔ سب سے بڑی بیٹی جیوا کا ڈاکٹر پی ڈبلیو 8 نے معائنہ کیا اور اس کے شخص پر جلنے کے بڑے زخم پائے گئے۔ تاہم شام 7 بجے ہسپتال میں اس کی موت ہو گئی۔ پی ڈبلیو 2 سے موصول ہونے والے بیان کی بنیاد پر پولیس کے سب انسپکٹر نے دفعات 436 اور 302 مجموعہ تعزرات بھارت سی کے تحت مقدمہ درج کیا اور تفتیش شروع کی اور تفتیش مکمل ہونے پر چارج شیٹ جمع کرائی اور ارتکاب ہونے پر ملزم اپنا مقدمہ چلایا۔ ایڈیشنل سیشن جج، ترو چیرا پلی نے استغاثہ کے گواہوں کے قائم کردہ حالات پر بھروسہ کیا اور فیصلہ دیا کہ یہ ملزم ہے جو جرم کا مرتکب ہے اور اس لیے اسے تعزیرات بھارتیہ کی دفعہ 302 کے ساتھ ساتھ دفعہ 436 کے تحت مجرم قرار دیا۔ ان بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھتے ہوئے

جن کے تحت قتلِ عمد کیا گیا تھا اور کسی بھی سخت حالات کی عدم موجودگی میں، اس نے ملزم کو موت کی اثباتِ جُرم سنائی اور فوجداری پی سی کی دفعہ 366 کے تحت عدالت عالیہ کا حوالہ دیتے ہوئے دفعہ 302 کے تحت اس کی اثباتِ جُرم اور دفعہ 436 کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کے لیے ملزم کو سات سال کی قید بامشعقت اثباتِ جُرم سنائی گئی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملزم نے خود اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف کسی اپیل کو ترجیح نہیں دی۔ تاہم عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے میں ان حالات کی جانچ پڑتال کیے بغیر جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ استغاثہ کے شواہد کے ذریعے قائم کیا گیا ہے اور اسکیلڈ ٹرائل جج کے نتیجے کی انتہائی غلط انداز میں جانچ کیے بغیر، پردیی معاملے پر اچانک کچھ نتائج پر پہنچ کر بالآخر یہ فیصلہ دیا کہ مشکوک حالات ملزم کو شک کا فائدہ دینے پر مجبور کرتے ہیں اور اس طرح ملزم کو بری کر دیا گیا۔

ریاست کی طرف سے پیش ہوئے ماہر وکیل، مسٹر پرگسم نے سنجیدگی سے دلیل دی کہ عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کو محض پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت عالیہ نے اپیل کورٹ کی حیثیت سے اپنے فرض کو نبھایا نہیں ہے اور استغاثہ کے شواہد پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کے بجائے، مختلف حالات قائم کیے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے بجائے کہ ان حالات پر اسکیلڈ ٹرائل جج کا حتمی نتیجہ برقرار رہ سکتا ہے یا نہیں، ملزم کو محض قیاس آرائیوں پر شک کا فائدہ دیا ہے اور اس لیے بری حکم برأت برقرار نہیں رہ سکتا۔ مسٹر پرگسم نے مزید دعوی کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس واقعے بذریعے کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے اور اس لیے معاملہ قرینی شہادت پر منحصر ہے جس بذریعے مطلب حقائق بذریعے مجموعہ ہوگا جو بغیر کسی آنسو کے جال بناتا ہے جس سے ملزم فرار ہو سکتا ہے۔ قرینی شہادت کے معاملے میں، عدالت کے ذریعے جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے کہ آیا وہ حالات جن سے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے ثابت ہو چکے ہیں اور ایسے حالات جو اس طرح کے فیصلہ کن نوعیت کے ہیں، وہ صرف جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہیں اور ملزم کی بے گناہی سے مطابقت نہیں رکھتے۔ عدالت عالیہ بطور کورٹ آف اپیل، موت کے حوالے پر غور کرتے ہوئے بغیر کسی شک کے ثبوت میں جانے اور استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر کسی نہ کسی طرح اپنے نتیجے پر پہنچنے کے مکمل اختیارات رکھتی ہے۔ لیکن عدالت عالیہ محض قیاس آرائیوں اور قیاس آرائیوں پر ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر فاضل سیشن جج کے مخصوص نتائج پر اپنا ذہن لگائے بغیر کچھ پردیی مسائل کی جانچ کر کے اثباتِ جُرم کو پلٹ سکتی ہے اور پھر اچانک اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ ملزم شک سے فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے۔ ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل کے مطابق، استغاثہ کی طرف سے بھروسہ کیے گئے اور قابل سیشن جج کی طرف سے قائم کیے گئے حالات کو متنازعہ فیصلے میں شمار بھی نہیں کیا گیا ہے اور اس لیے بری ہونے کا فیصلہ قانون میں مکمل طور پر غیر مستحکم ہے۔

دوسری طرف مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہونے والی ماہر وکیل محترمہ کے شراڈادیوی نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ عدالت عالیہ نے اپنی توجہ مرکوز نہیں کی ہے جیسا کہ اپیلٹ کورٹ کرے گی، لیکن اس کے باوجود ملزم کو شک کا فائدہ دیا گیا ہے اور عدالت عالیہ کے ذریعے بری ہونے کے بعد، اس عدالت کو آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ فاضل وکیل نے یہ بھی دلیل دی کہ عدالت عالیہ کا نتیجہ ریکارڈ پر موجود شواہد پر ممکن ہے اور یہاں تک کہ اگر انہی شواہد پر کوئی اور نتیجہ ممکن ہو، تب بھی اس عدالت کو حکم برأت میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ یہ عدالت یہ نہ جان لے کہ عدالت عالیہ کا نتیجہ معقول شخص کا نہیں ہے۔

بار میں حریف کی عرضیوں پر غور کرنے کے بعد، واقعی ہمارے غور کے لیے دو سوالات پیدا ہوتے ہیں – (1) کیا عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے میں موت کے حوالے پر غور کرتے ہوئے اپیل کی عدالت کے طور پر اپنا فرض ادا کیا ہے؟ اور (ii) وہ کون سے حالات ہیں جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ قائم ہوئے ہیں اور کیا اس طرح ثابت ہونے والے حالات صرف ملزم کے جرم کے مفروضے سے

مطابقت رکھتے ہیں اوراس کی بے گناہی سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے،اعتراض شدہ فیصلے کا محض جائزہ ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے پر آمادہ کرتا ہے کہ عدالت عالیہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 386 کے تحت حقائق اور قانون کی دوبارہ تعریف اور دوبارہ جائزہ نہ لے کر اور فاضل سیشن جج کے ذریعے اخذ کردہ نتیجے کی جانچ نہ کر کے اپنے اختیارات کا استعمال کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔جب علمی سیشن جج کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 366 کے تحت عدالت عالیہ کو سزائے موت دینے کا حوالہ دیا جاتا ہے،تو عدالت عالیہ کو مطمئن کرنا ہوتا ہے کہ آیا ملزم کے خلاف انتہائی سزائے موت دینے کے لیے معقول شک سے بالاتر مقدمہ بنایا گیا ہے یا نہیں۔اس طرح کے معاملے میں عدالت عالیہ کے سامنے کارروائی میں پورے حقائق اور قانون کی دوبارہ تشخیص اور دوبارہ تشخیص کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس کے آزادانہ نتیجے پر پہنچا جا سکے لیکن ایسا کرتے ہوئے،عدالت عالیہ بھی اس نتیجے کو مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتی جس پر فاضل سیشن جج پہنچا ہے۔اپنے فرض کی انجام دہی میں،عدالت عالیہ لازمی طور پر مقدمے کی خوبیوں پر غور کرنے کی پابند ہے اور اسے ریکارڈ پر موجود تمام شواہد کی جانچ پڑتال کرنی ہوتی ہے۔مقننہ نے توثیق کی کارروائی میں،سزائے موت کے معاملات میں موضوع کی زندگی اور آزادی کا حتمی تحفظ فراہم کرنے کے بعد،عدالت عالیہ کا فرض زیادہ مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر معاملے پر غور کرے اور تمام متعلقہ مادی شواہد کی جانچ کرے اور کسی نہ کسی طرح کسی نتیجے پر پہنچے۔اس لیے موت کے حوالے میں عدالت عالیہ کا فرض ہے کہ وہ شواہد پر نئے سرے سے غور کرے۔اگر عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کی جانچ پڑتال مذکورہ بالا پیرامیٹرز کو ذہن میں رکھتے ہوئے کی جاتی ہے،تو یہ نتیجہ ناقابل تلافی ہوجاتا ہے کہ عدالت عالیہ بطور اپیل مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 386 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرنے میں ناکام رہی ہے اور ریکارڈ پر موجود شواہد اور دیگر مواد کی جانچ پڑتال کرنے کے اپنے پابند فرض کو نبھانے کے بجائے اور اس کی تعریف کیے بغیر،محض قیاس آرائیوں اور قیاس آرائیوں پر اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ملزم شک کے فائدے کا حقدار ہے۔ہماری زیر غور رائے میں،مذکورہ بالا نتیجہ کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔نہ صرف اپیلٹ عدالت کے فرض اور ذمہ داری کی خلاف ورزی ہوئی ہے بلکہ اس طرح کی خلاف ورزی بھی انصاف کی سنگین غلطی کا سبب بنی ہے۔

اب دوسرے سوال پر آتے ہوئے،قانون کافی حد تک اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ قرئنی شہادت کے معاملے میں،ثابت ہونے والے تمام حالات کا مجموعی اثر ایسا ہونا چاہیے جو ملزم کی بے گناہی کو منفی بنائے اور الزام کو معقول شک سے بالاتر گھر لائے۔اس عدالت کے کئی فیصلوں کے ذریعے یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ثابت ہونے والے حالات ملزم کے جرم کے علاوہ کسی اور نتیجے کا باعث نہیں بن سکتے۔(رام اوتار بنام ریاست (دہلی انتظامیہ)،[1985] ضمیمہ ایس سی سی 410 اور پریم ٹھاکر بنام ریاست پنجاب،[1982] 3 ایس سی سی 462 دیکھیں۔قرئنی شہادت سے متعلق قانون اب مربوط نہیں رہتا ہے اور ہم اس نکتے پر حکام کو ضرب دینا ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔جن حالات کے بارے میں کہا جا سکتا ہے وہ ناقابل تردید شواہد سے قائم ہوئے ہیں کہ شوہر اور بیوی یعنی ملزم اور متوفی اکثر جھگڑا کرتے تھے اور یہاں تک کہ واقعے کی تاریخ کو بھی وہ شام 7 بجے سے 9 بجے تک ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے جیسا کہ پی ڈبلیو 1، 3 اور 4 نے بیان کیا ہے۔متوفی اور اس کے دو بچوں کی موت بذریعے واقعہ ملزم کے گھر کے اندر پیش آیا اور ملزم کو رات 9 بجے گھر کے اندر دیکھا گیا تھا۔واقعے کی تاریخ کو پی ڈبلیو 1، 3 اور 4 اور پی ڈبلیو 1 کے شواہد سے ثابت ہوا ہے کہ وہ پڑوسی ہے۔واقعے کے دوران،ملزم کو خود چھت بذریعے گھر بذریعے باہر نکلتے ہوئے دیکھا گیا جیسا کہ پی ڈبلیو 1 اور 3 نے بیان دیا ہے اور ملزم نے مجموعہ ضابطہ فوجداری 313 کے تحت اپنے بیان میں اعتراف بھی کیا ہے۔آگ دیکھ کر بھی کوئی الارم نہ لگانے میں ملزم کا طرز عمل،یہ اچھی طرح جانتے ہوئے کہ اس کی بیوی اور دو بیٹیاں گھر کے اندر ہیں اور ملزم کی طرف سے متوفی افراد میں سے کسی کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔دوسری طرف استغاثہ کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ باہر آنے کے بعد ملزم خاموش تماشائی کے طور پر کھڑا تھا۔ڈاکٹر کی رائے جس

میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ملزم کی بیوی کی موت گلا گھونٹنے کی وجہ سے دم گھٹنے سے ہوئی ہے نہ کہ جلنے کے زخموں کی وجہ سے اور پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بتائے گئے متعدد نتائج بلا شبہ دم گھٹنے کی وجہ سے موت کے نتیجے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر ملزم اور اس کی بیوی کو رات 9 بجے گھر میں ایک ساتھ دیکھا گیا اور ملزم صبح چھت سے باہر نکلا، بیوی اور دو بچوں کو چھوڑ کر اور بیوی کی موت جلنے کے زخموں کی وجہ سے نہیں بلکہ گلا گھونٹنے کی وجہ سے پائی گئی اور پوچھے جانے پر ملزم حادثاتی آگ کے بارے میں پیشکش اور وضاحت کرتا ہے جو کہ جھوٹی پائی جاتی ہے، تو ایسے معاملے میں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو سکتی کہ یہ ملزم ہی ہے جو جرم بذریعے مرتکب ہے۔ قرینی شہادت کے معاملے میں جب ملزم کے سامنے کوئی مجرمانہ صورتحال پیش کی جاتی ہے اور مذکورہ ملزم یا تو کوئی وضاحت پیش نہیں کرتا ہے یا کوئی وضاحت پیش کرتا ہے جو غلط پائی جاتی ہے، تو وہ اسے مکمل کرنے کے لیے حالات کے سلسلے میں ایک اضافی کڑی بن جاتا ہے۔ یہ تجویز موجودہ کیس کے حالات پر مکمل طور پر لاگو ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا حالات پر جو استغاثہ نے قائم کیے ہیں، ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ملزم مدعا علیہ کے خلاف قتلِ عمد کا الزام معقول شک سے بالاتر ثابت ہوا ہے اور عدالت عالیہ نے اسے غلطی سے مذکورہ الزام سے بری کر دیا ہے۔ لہٰذا ہم بری ہونے حکم برآت کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور مدعا علیہ راجندرن کو دفعہ 302 آئی پی سی کے تحت جرم کا مجرم قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک سزا کا تعلق ہے، ہم یہ ماننے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ یہ مقدمہ نایاب ترین مقدمات میں سے ایک کی نمائندگی کرتا ہے، جس میں سزائے موت کا جواز پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم مدعا دار راجندرن کو عمر قید کی سزا دیتے ہیں۔ آئی پی سی کی دفعہ 436 کے تحت الزام پر آتے ہوئے، مذکورہ بالا حالات پی ڈبلیو 5 کے ثبوت کے ساتھ، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ملزم نے گھر کو آگ لگانے کے بارے میں بتایا ہے، مذکورہ الزام کو مکمل طور پر قائم کرتا ہے۔ ہماری رائے میں عدالت عالیہ نے آئی پی سی کی دفعہ 436 کے تحت تعلیم یافتہ سیشن جج کی طرف سے دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا میں مداخلت کرنے میں غلطی کی تھی۔ ہم، اس کے مطابق، جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے، عدالت عالیہ کے بری ہونے حکم برآت قرار دیتے ہیں اور تعلیم یافتہ سیشن جج کی طرف سے درج کردہ اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کرتے ہیں۔ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، جملے بیک وقت چلتے تھے۔

اپیل کی منظوری ہے۔

ایس وی کے

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document